رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

ہر مہینے کی ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

نور

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۔۔۔ ۲ روپیہ
" ششماہی " ۔۔۔ ۱ روپیہ
" سالانہ امراء سے ۔۔۔ ۵ روپیہ
" ممالک غیر سے ۔۔۔ ۸ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیاں اور برکات کو ظاہر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت ظاہر کرنا۔
۲- سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۴ء

جلد ۱۷ | ایڈیٹر: شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وو وان برہمچاری | نمبر ۴

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ

اس وقت تک میں ایک یا دوسری وجہ سے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق اپیل کرنے سے گریز کرتا رہا مگر اب سالانہ جلسہ پر میرے ویرینہ کرمفرما جناب چودہری محمد عبداللہ صاحب سکنہ کھیوہ باجوہ نے مجھ سے کہا کہ سو جلدیں میں فروخت کروا دوں گا۔ اور فی الحال دس جلدیں ذاتی طور پر خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ میں خود بھی اور زیادہ تعداد میں خرید کروں گا۔ اس لئے میں نے اس تحریک کو خدا کی طرف سے سمجھا۔ لہٰذا میں آج اس کے لئے اپیل کرتا ہوں کہ اگر مالی مشکلات کا سوال دور ہو جائے۔ تو میں انشاء اللہ تین ماہ کے اندر اندر قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ مع متن مکمل صورت میں دوستوں کے سامنے پیش کر سکتا ہوں۔

جن دوستوں نے اس کار خیر کی طرف عملی توجہ فرمائی ان کے اسماء مع تعداد خریداری درج ذیل ہیں۔

جناب چودہری محمد عبداللہ صاحب کھیوہ باجوہ سیالکوٹ	۱۰
جناب مولوی عمرالدین صاحب صریح	۱
جناب چودہری باغ الدین صاحب چک ۲۳/۱۱۷ احمدیانوالہ ڈاک خانہ چک ۳۶/۱۱ ضلع منٹگمری	۲
جناب چودہری محمد قاسم صاحب باجوہ چک ۵/۲ محمد پور ڈاک خانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری	۲
جناب چودہری محمد عبداللہ خان داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ	۱
جناب چودہری کرم الٰہی صاحب کرم پورہ	۲
جناب مولانا میر محمد اسحاق صاحب پروفیسر احمدیہ کالج	۲
جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے	۱

اس وقت تک کل ۲۱ جلدوں کے خریدار پیدا ہوئے ہیں۔ اس کار خیر کی تکمیل کے لئے کم از کم دو ہزار روپیہ خرچ آئے گا۔ ہدیہ فی قرآن مجید ۱۰ تا ۱۲ ہوگا۔ اگر ۱۲ بھی لگائے جائیں تو اس وقت تک ۲۱ جلدوں کی قیمت کل ۲۵۲ بنتے ہیں۔

جب تک کم از کم ۳۰۰ جلدوں کے خریدار مہیا نہ ہو جائیں ۱۲ فی کاپی کے حساب سے جن کی قیمت قریباً پانچ ہزار ہوتی ہے۔ تب تک میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ دراصل یہ ایک جماعت کا کام تھا جسے میں نے جوش تبلیغ کی وجہ سے اپنے کمزور کندھوں پر اٹھایا۔ قرآن مجید کا یہ پہلا ترجمہ ہے جو ۲۸ کروڑ ہندوؤں کی آبادی کی اپنی زبان میں ہوتا ہے اس ترجمہ کے ذریعہ ہندی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ وغیرہ زبانوں میں بھی قرآن پاک کے تراجم کے لئے دروازہ کھل گیا ہے۔ لہٰذا احمدی جماعت کو اس وقت اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیکر ہاتھوں ہاتھ کم از کم ۳۰۰ جلدوں کی خریداری تعداد کو پورا کر دینا چاہیئے۔ اگر اس وقت اس کار خیر کی اعانت سے میرے احمدی بھائیوں نے سستی کا ثبوت دیا تو خدا کے کام تو بہرحال پورے ہو کر رہیں گے۔ مگر احمدی جماعت کے ہاتھ سے یہ ثواب عظیم کا موقع نکل جائے گا۔ گو اس وقت میں خاصی رقم کا مقروض ہوں۔ مگر میں مطمئن ہوں لوگ ناولوں کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اللہ ان کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ میں نے خدا کے پیارے کلام کا ترجمہ کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اللہ میری محنت کو ضایع کرے گا ہرگز نہیں ۔ سوا حمدی دوستوں کے لئے ثواب کا یہ عظیم الشان موقعہ ہے۔ اور یہ کم از کم ۳۰۰ جلدوں کی خریداری کی تعداد کو بہت جلد پورا کر دینا چاہیئے ۔ مجھے توقع رکھنی چاہیئے کہ اس کار خیر میں معزز ہمعصر الفضل بھی میرا ہاتھ بٹانے سے دریغ نہیں کرے گا۔

ایک سو روپیہ کا وعدہ

میرے مکرم مہربان جناب خانبہادر

میرزا سلطان احمد خان ہمیشہ کسی نہ کسی رنگ میں نور کی اعانت فرماتے رہتے ہیں۔ اس سے قبل صاحب موصوف اپنے نام کے اظہار سے مجھے منع فرماتے رہے ہیں مگر اب انہوں نے مجھے اجازت دی ہے۔ کہ وہ بابا نانک جی کے مذہب کے گورمکھی ترجمہ کے لئے ایک سو روپیہ نقد بطور عطیہ عطا فرمائیں گے ۔ بابا نانک کے مذہب کے گورمکھی ترجمہ کے لئے کم از کم پانصد روپیہ کی ضرورت ہے ۔ اگر اور چار میرزا سلطان احمد اس کار خیر کے لئے پیدا ہو جائیں تو بس ایسی مفید کتاب کا جس کے اردو ایڈیشن نے بھی سکھوں کے حلقہ میں ایک بھونچال پیدا کر دیا تھا اس کا گورمکھی ترجمہ شایع ہو سکتا ہے۔ اس کے گورمکھی ترجمہ کی کس قدر اشد ضرورت ہے سو وہ اس سے ظاہر ہے کہ بعض سکھ صاحبان کے علما تعلیم یافتہ نے مجھے زبانی کہا کہ ایسی کتاب کا گورمکھی میں جلد سے جلد ترجمہ ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ اس کا گورمکھی ترجمہ ہی بحیثیت مجموعی سکھ حلقہ میں نتیجہ خیز اثر پیدا کر سکتا ہے۔ سو جب کم از کم پانصد روپیہ کے وعدے میرے پاس پہنچ جائیں گے تو پھر اس کے لئے میں کوئی عملی قدم اٹھا سکونگا۔

سکھ نور کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جناب محمد رشید خان صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر گوڑے لکھتے ہیں کہ اخبار نور ماشاءاللہ سکھوں جیسی بہادر قوم میں بڑا کام کر رہا ہے یہ شرف صرف اس نور کو ہی حاصل ہے۔ کہ ان کے دلوں کے اندر اپنی جگہ بنائے بغیر نہیں رہتا مجھے کئی ایک سکھ سرداروں سے پالا پڑتا ہے ۔ وہ اس نور کے

اگر ایسے ہی ہو جاتے ہیں ۔ جیسے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ ان کو دوسری راہ نہیں مل سکتی سوال کے لئے بندہ آپ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے ۔ میں نے ایک پرچہ پہلے سردار سمپورن سنگھ صاحب کے نام جاری کروایا ہوا ہے ۔ اب میں عنقریب کسی دوسرے سکھ صاحب کے نام بھی اخبار نور جاری کرانے کے لئے لکھونگا۔

تلاش

سردار تیجا سنگھ صاحب سٹیشن ماسٹر ہرنس پورہ سے لکھتے ہیں کہ میرا

لڑکا جس کا نام جگت سنگھ امرت دھاری نام پریم سنگھ ہے عمر ۱۴ سال چہرے پر چیچک کے چھوٹے داغ ناک اور کان موٹے رنگ گندمی ناک پر عینک کا نشان قد لاغر تعلیم انٹرنس پاس ۱۵ نومبر ۱۹۲۳ء سے گم ہے خیالات اکالی اور بسبب خیال پختہ ہے کہ در غلانے یا کسی دشمن کی سازش سے گم ہے جو تلاش کر کے ملا دے ۔ اس کو ایک سو روپیہ نقد انعام دیا جائیگا ۔

عبد العزیز صاحب درزی گلیانہ سے لکھتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے یکم کنفو پر کو بندہ کو ایک لڑکا عطا فرمایا ہے جماعت احمدیہ سے استدعا ہے کہ بچہ کی عمر درازی اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

میرا سالانہ جلسہ کا لیکچر

الحمد للہ کہ میرا سالانہ جلسہ کا لیکچر بہت مقبول ہوا ۔ لوگوں کا مطالبہ اس قدر زبردست تھا ۔ کہ اگر یہ مطبوعہ صورت میں ہوتا تو اس کی ایک ہزار کاپی کا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جانا کچھ مشکل نہیں تھا ۔ بعض دوستوں نے مجھے کہا کہ اسے جلد سے جلد کتابی صورت میں شایع کر دینا چاہیئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک وقتی جوش ہوتا ہے بعد میں اس کا چنداں اثر نہیں رہتا ۔ ہاں اگر لوگوں کے دلوں میں سچی تڑپ ہے تو کم از کم پانصد کاپیوں کی درخواستیں میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں قیمت فی کاپی ۸ ہوگی تبلیغی نقطہ خیال سے یہ لیکچر

جس قدر مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔ جن لوگوں نے سنا وہ اسے بہتر سمجھ سکتے ہیں ۔ اگر سو سو کاپی خریدنے والی پانچ انجمنیں بھی پیدا ہو جائیں تو یہ تبلیغ کا بہترین حربہ ایک ماہ کے اندر اندر کتابی صورت میں چھپکر دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچ سکتا ہے ۔

نماز جنازہ

بھائی عبد المجید خاں و عبد الجلیل خاں کی والدہ مکرمہ جنہیں اللہ نے شروع زمانہ میں ہی مسیح موعود کے پہچاننے کی توفیق دی اور پرانے زمانہ کی بزرگ و صالحہ عورت تھیں ۱۱ جنوری کو انتقال فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح نے خود میت کو کندھا دیا مقبرہ بہشتی تک ساتھ تشریف لے گئے میت کو اپنے ہاتھوں سے دفنا کر دعا کے بعد واپس تشریف لائے ۔ مرحومہ کے خوش قسمت ہونے میں کیا شبہ ایسے بزرگ وجود کا جتنی دیر بھی لواحقین پر سایہ رہتا غنیمت تھا ۔ مگر آخر اس فانی دنیا سے کوچ ہے ۔ ایسے موقعہ پر لواحقین کے لئے صبر وغیرہ کی تلقین کرنا بلا شبہ بہت حد تک انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے ۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے اللہ کریم کا یہی ارشاد ہے ۔ کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی جگر پر لگائیں ۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے ۔ احباب جنازہ غایب پڑھیں۔

بھائی غلام محمد صاحب علاقہ دکن سے لکھتے ہیں کہ ان والد مکرم مولوی رحمت اللہ صاحب احمدی نائب جاگیر جنیدہ پور کا ۶ رجمادی الاول کو انتقال ہوا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم مخلص احمدی تھے ۔ اور شروع سے اخبار نور کے خریدار تھے اور نور سے بہت محبت تھی ۔ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

تنخواہ پوران ماشی

سردار جیون سنگھ صاحب سے ناظرین نور کی معارفی کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ صاحب موصوف کے

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ پر)

گورو گوبند سنگھ صاحب کا "بندہ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور

بھائی پرمانند کا کلغی اوتار!

(سردار ہربنس سنگھ صاحب سیلستانی کے قابل قدر خیالات)

عرصہ ہوا بھائی پرمانند ایم۔ اے نے ہندوستان کی تاریخ لکھی جسے شائع ہوتے ہی گورنمنٹ نے ضبط کر لیا۔ اس کی ضبطی اور بعد میں بھائی پرمانند کی مقدمہ سازش لاہور میں سزایابی نے ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں وہ کتاب پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ بھائی صاحب کی کسی جدید تصنیف کے مطالعہ کا شوق پیدا کر دیا۔ بھائی پرمانند کی رہائی کے چار سال بعد اخبارات میں آپ کی دو تاریخی تصانیف "تاریخ پنجاب" اور "بیر بیراگی" کے لمبے چوڑے اشتہارات اور ریویو نکلے۔ جنہیں پڑھ کر ہر اس شخص کو جسے ان کی ضبط شدہ تاریخ ہند کے مطالعہ کی حسرت تھی۔ کتب مذکورہ کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے جیل میں یہ دونوں کتابیں خاص طور پر منگوا کر پڑھیں۔ لیکن جس قدر شوق سے میں نے ان دونوں کتابوں کو منگوایا تھا۔ اس سے وہ چند مایوسی مجھے ان کے مطالعہ سے ہوئی۔ ان کے ہر دو میں صفحوں کے مطالعہ کے بعد میں سرورق پر نگاہ ڈالتا۔ کیونکہ میرا دل جو بھائی پرمانند کی قوم پرستی علمیت تاریخ دانی کا قائل تھا۔ یہ باور کرنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ کہ بھائی پرمانند اس قسم کی کتابیں تصنیف کر سکتے ہیں مجھے بار بار شک گذرتا تھا۔ کہ یا تو ہندوستانیوں کو تقسیم کر کے ان پر حکومت کرنے کی پالیسی کے کسی معتقد یا اس کے کسی تنخواہ دار ایجنٹ نے یہ کتب اس پالیسی کے پراپیگنڈا کے لئے تصنیف تو خود کی ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے ان پر اپنی بجائے بھائی پرمانند کا نام بطور مصنف درج کر دیا ہے۔ یا یہ وہ بھائی پرمانند ایم۔ اے نہیں جن کی تصنیف کردہ تاریخ ہند ضبط ہو چکی ہے بلکہ کوئی ان کے ہم نام لیکن رائے صاحب صوفی لچھمن پرشاد کے ہم مشرب و ہم خیال صاحب ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کی تاریخ کو بگاڑ نے۔ اس بدنصیب ملک کے باشندوں کے باہمی تعلقات کو دوامی طور پر ناخوشگوار بنا دینے۔ اور ان میں دوامی طور پر جوتی بیزار رہنے کے لئے ان دو کتابوں سے بہتر مصالحہ ملنا محال ہے۔ ان کتب کے مصنف کے متعلق بدقسمتی سے میرے شکوک کی کسی طرف سے تائید نہ ہوئی۔ بلکہ اس کے خلاف مجھے تحقیقات کرنے پر یقین ہو گیا۔ کہ متذکرہ بالا افسوسناک کتابوں کے مصنف وہی بھائی پرمانند ہیں جن کی تصنیف کردہ تاریخ ہند ۱۹۱۴ء میں ضبط ہو چکی ہے۔ اور جو مقدمہ سازش لاہور میں سزایاب ہو کر ۱۹۲۰ء میں کالے پانی سے اس شرط پر رہا کر دیئے گئے تھے۔ کہ وہ بقیہ عمر میں گورنمنٹ کے خلاف کسی پولیٹیکل تحریک میں حصہ نہ لیں گے۔

گو بھائی پرمانند صاحب کی جدید تاریخی تصانیف یعنی "تاریخ پنجاب" اور "بیر بیراگی" کو حکومت ان کی تاریخ ہند کی طرح نہ تو ضبط کرے گی۔ اور نہ خلاف قانون قرار دیکر بھائی صاحب موصوف پر مقدمہ چلائے گی۔ نہ ان کی پہلی سزا بحال کرے گی لیکن خدانخواستہ ان کی کتابوں کو کسی بھی فرقہ میں مقبولیت حاصل ہو گئی تو ملک کو ان سے اس قدر نقصان پہنچے گا جس کا کروڑواں حصہ بھی ان کی قربانیوں سے وطن کو فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کی تصنیف بجائے خود بھائی پرمانند کی حب الوطنی کے دعوے سے دست برداری ہے۔

ہندو سنگھٹن کی تحریک میں بھائی پرمانند جی کا پالٹیکس میں دخل نہ دے سکنے کی وجہ سے بڑھ بڑھ کر حصہ لینا تو قیاس میں آ سکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے بعد اب ہندوؤں اور سکھوں کا پیچ دیکھنے کے لئے اس قسم کی متعصبانہ تصانیف کے بال میدان میں پھینکنے کی حکمت عملی کو آریہ سماج حلقہ سے باہر ہندو سنگھٹن کا کوئی کٹر سے کٹر حامی بھی شاید ہی سمجھ سکے جس سے گمان ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں بھائی صاحب کا منافقانہ پراپیگنڈا ہندو سنگھٹن کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ کسی اور مصلحت کی بنا پر کرتے رہے ہیں کیونکہ ہندوؤں کا کوئی خیر اندیش گوارا نہیں کر سکتا کہ ہندوؤں کے باہمی اتحاد سے پہلے مسلمانوں عیسائیوں سکھوں اور پارسیوں کو ان کا دشمن بنا دیا جائے۔ متذکرہ بالا تصانیف میں بھائی پرمانند جی نے اپنی تاریخ دانی و علمیت کا بھی بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ ان کی تاریخ پنجاب کا ایک بڑا حصہ سید محمد لطیف کی ہسٹری آف پنجاب کی نقل ہے باقی جو کچھ ہے وہ بھائی صاحب کے اپنے دماغ کی اختراع ہے جس کی نہ تو کوئی حقیقت ہے۔ اور نہ کوئی تاریخ تائید کرتی ہے۔ سکھوں کے خلاف جو فرضی خود ساختہ واقعات خود ہی پیش کر کے خود ہی ان پر رائے زنی کرنے کے فن میں بھائی صاحب نے کمال کر دیا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق میں ذیل میں سکھ مذہب کے متعلق آپ کی چند صریحی غلط بیانیوں کو پیش کرتا ہوں

گورو ہرگوبند صاحب کی میری پیری کی دو تلواروں کے متعلق آپ فرماتے ہیں "انہوں نے اپنی کمر کے گرد دو تلواریں باندھنی شروع کیں۔ ایک اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے اور دوسری محمدؐ کے معجزہ تباہ کرنے کے لئے"! ملاحظہ ہو تاریخ پنجاب صفحہ ۲۹۹۔ "بہتیرے ڈاکو اس کے اثر میں ایسے آ گئے جو اپنی لوٹ کا مال لا کر بھی اس کے آگے بھینٹ کرتے تھے۔" ("تاریخ پنجاب صفحہ ۳۰۳)

بالکل غلط ہے "۔ انتنے میں گورو کا کو کہ سوتیلے بھائی بندے خاں سے جھگڑا ہو گیا"! (تاریخ پنجاب صفحہ ۳۰۳)

بندا خاں کو سید محمد لطیف نے غلطی سے گورو کا کوکہ لکھا ہے سوتیلا بھائی کسی نے نہیں لکھا یہ بھائی صاحب کی اپنی اختراع ہے۔ "گورو ہرگوبند کی موت پر ان کی استریاں تو ساتھ ستی ہوئیں"! (بیر بیراگی صفحہ ۲۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے بڑھ کر سکھ مذہب اور شری گورو ہرگوبند مہاراج کے خلاف کوئی حملہ نہیں ہوسکتا کہ ستی جیسی قبیح و ظالمانہ رسم کو ان کے ساتھ منسوب کیا جاوے۔ گورو گھر یا سکھوں کی مذہبی تاریخ میں نہ صرف یہ کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ شری گورو گرنتھ صاحب میں ان استریوں کو جو خاوندوں کی لاشوں کے ساتھ زندہ جل جائیں ستی بھی کہنا گوارا نہیں کیا۔ گورواک

"ستیاں یہ نہ آکھیئے جو مڑھیاں لگ جلن"

"گورو گوبند سنگھ نے لڑائی شروع کرنے کے لئے جائے پناہ کے طور پر پہاڑیوں کے دامن میں تین قلعہ تیار کئے ایک قلعہ ماہن کے پاس پونٹے میں تھا۔ دوسرا اردچڑ کے قصبے سے تھوڑی دور چمکور میں اور تیسرا انندپور میں
تاریخ پنجاب ۳۱۵

انھوں نے انندپور، پونٹہ اور چمکور میں تین قلعے تیار کئے۔ بیر بیراگی۔ ص ۲۹۔ چمکور میں گورو گوبند سنگھ صاحب کا قلعہ تیار کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جس کا بھائی پرمانند کے سوا کسی کو علم نہیں ہوا۔

گورو کے سکھوں نے پہاڑی علاقہ پر لوٹ مار کرنی شروع کر دی۔ سب ہندو راجے اکٹھے ہوگئے تاکہ گورو کو سبق سکھائیں"۔ (بیر بیراگی ص ۲)

انہوں نے (گورو گوبند سنگھ صاحب نے) خالصہ کو حکم دیا کہ وہاں راجاؤں کے علاقہ پر لوٹ مار شروع کر دے۔ (تاریخ پنجاب ص ۳۱۶)

صداقت کا خون کرنے اور واقعات گری میں جس کمال کا آپ نے کل یگ کے کلکی اوتار یا بیر بیراگی میں ثبوت دیا ہے، اپنی مثال آپ ہی ہے۔ آپ نے اس شخص کو جس نے گورو گوبند سنگھ صاحب کا بندہ کہلانا باعث فخر سمجھا۔ ہندوؤں کا کلکی اوتار ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے سکھوں پر بلا ضرورت حملے کئے ہیں۔ مثلاً "وہ گورو کے سکھ تھے مگر ان کے دل سے لالچ دور نہ ہوا تھا"۔ بیر بیراگی صفحہ ۵۴

ہندو نوجوان دور دور سے آئے اور بیراگی کی فوج میں بھرتی ہونے لگے پہاڑوں میں چھپے ہوئے سکھ نکلے"۔ (بیر بیراگی صفحہ ۶۰)

افسوس یہ ہے کہ بھائی صاحب نے کسی ایک ہندو مخبر یا نوجوان کا نام بھی نہیں لکھا جس نے بندہ کو روپیہ دیا یا اس کی فوج میں اس وقت بھرتی ہوا جبکہ سکھ پہاڑوں میں چھپے ہوئے تھے"۔

سکھ بھاگتے پھرتے تھے" بیر بیراگی ص ۹۴

عام طور پر سکھ بھاگتے جاتے تھے"۔ بیر بیراگی ص ۹۴
وہ "بندہ" سب کچھ سکھوں کے ہاتھ میں دے دیتا تھا۔ اس وجہ سے دھوکہ کا شکار ہوا"۔ بیر بیراگی ص ۹۵

کاش کہ بھائی پرمانند اس وقت موجود ہوتے اور اسے ان سکھوں سے دھوکہ کا شکار نہ ہونے دیتے جنہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے اسے ایک روز گدا سے بادشاہ بنا دیا۔

بھائی ستی سنگھ صاحب کے منہ میں آپ یہ الفاظ ٹھونستے ہیں "وہ نہ گورو کا سکھ ہے۔ نہ اس پر آپ کا کوئی زور ہے۔ بیر بیراگی ص ۱۱۲۔ فرضی ہندوؤں کی اس فرضی فوج کی بہادری کا جو بیناں کوٹ کے قریب بابا بندا سنگھ کی سرکردگی میں مسلمانوں سے لڑی اس کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ "ہندوؤں نے جے دھرم کے نعروں سے آسمان کو گونجا دیا۔ ہندوؤں کا طبل جنگ بجنے لگا۔ سنکھ کی پرزور صداؤں نے کان بہرے کر دیئے اور نوجوان ہندو جو کل تک دکاندار تھے آج شاہی فوج کے مقابلہ میں جان توڑ کر لڑے۔ بیر بیراگی ص ۱۰۰

میرا یہ دعویٰ ہے کہ مندرجہ بالا واقعہ بھائی پرمانند کا من گھڑت اور خود ساختہ ہے ورنہ وہ کسی تاریخ سے یہ ثابت کر دیں کہ ہندو جو کل دکاندار تھے۔ بابا بندا کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے جے دھرم کے نعرے بلند کرتے ہوئے نرسنگھوں اور سنکھوں کے شور میں لڑے بھائی صاحب نے سکھوں کو اس کتاب میں گالیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جیسا کہ "خالصہ عقل کا کورا ہے"۔ بیر بیراگی ص ۱۰۱"

علاوہ ازیں جابجا ہمارے ستگورو صاحبان اور بزرگوں کی شان میں بھائی صاحب نے اپنی ان ہر دو تصانیف میں بہت ہرزہ سرائی کی ہے۔ گورو تیغ بہادر مہاراج کے خلاف انہوں نے غیر سکھ متعصب مورخوں کی بکواس کا آسرا لیکر نہایت ہتک آمیز و اشتعال انگیز کلمات حوالہ قلم کئے ہیں۔ ہندوؤں کو سکھوں اور سکھوں کو ہندوؤں کے خلاف بھڑکانے کے لئے گورو گوبند سنگھ صاحب کی دھرم پتنیوں تت خالصہ اور سکھوں کے بزرگوں کے خلاف ان دو کتابوں میں جس قدر زہر آپ نے اگلا ہے سوائے کسی گھٹیا درجے کے آریہ سماجی مناظر کے شاید ہی کوئی اور شخص اگل سکتا ہے۔ مجھے ان حملوں کی غرض اور غایت ہی معلوم نہیں ہوئی۔ بھائی پرمانند ہندو سنگھٹن کی تحریک کے زبردست مبلغ و حامی ہیں۔ اگر اس تحریک میں پنڈت مدن موہن مالویہ جیسے مسلمہ قوم پرست اصحاب کا ہاتھ نہ ہوتا۔ تو کم از کم بھائی پرمانند کی ان تصانیف کو پڑھ کر میں باور نہیں کر سکتا کہ تحریک مذکور کی تہ میں ان لوگوں کا ہاتھ نہیں۔ جن کے کارخانے ہماری ناچاقی کی بدولت چل رہے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی تحریروں میں ہندوؤں اور سکھوں میں ناچاقی کے سوا کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بھائی پرمانند جی نے سکھوں کی موجودہ مذہبی و قومی گوردوارہ تحریک کا ذکر انہی الفاظ میں کیا ہے۔ جس میں کہ کوئی سرکاری ملازم کر سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے بھائی لچھمن سنگھ اور ان کے ساتھی اسی بات کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ کہ ننکانہ صاحب جا کر وہاں چپ چاپ قبضہ کر لیں۔ بھائی لچھمن سنگھ کی شہادت تو کل کا واقعہ ہے۔ جب اسے پیش کرتے ہوئے بھائی پرمانند جی اس قدر دلیری کر سکتے ہیں تو صدیوں کے واقعات کے متعلق کذب بیانی میں ان کی جرأت قیاس میں آسکتی ہے۔ شری ننکانہ صاحب کے سوانحہ ہوشربا اور واقعہ ہائلہ سے چند روز پیشتر ہی یہ قرارداد پاس ہو چکی تھی۔ کہ کوئی سکھ کسی گوردوارہ پر مہنت کی مرضی کے خلاف قبضہ نہ کرے اور نہ ہی کوئی شری ننکانہ صاحب کے گوردوارہ پر قبضہ کرنے گیا۔ اور نہ ہی کسی نے اجازت دی۔ بھائی پرمانند سے میں درخواست کرونگا۔ کہ وہ ہندو قوم کی روایات بنانے کے لئے جس قدر روایات چاہیں سکھ تاریخ سے لے لیں جس قدر اوتاروں کی ضرورت ہے ہمارے بزرگوں کو چن لیں۔ لیکن خدا کے لئے ہندوؤں اور سکھوں

ضروری اطلاع
جن دوستوں کو سکیم فروری سے [illegible] ہوں ان کے اسمائے مبارک معہ نمبر خریداری صفحہ ۱۲ درج ہیں وہ دوست ضرور ملاحظہ فرما دیں

محمد الرسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از قلم مولانا المکرم مولوی عبدالکریم خانصاحب میرٹھی)

واجب الاحترام سوامی شردھانندجی کا اسلام پر اعتراض ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ کا انضمام صریح شرک قطعی شرک بدترین شرک کا الزام ہے۔ سوامی جی کے علم و فضل سے ہمیں شبہ پیدا ہوتا ہے کہیں دیدہ و دانستہ تو انہوں نے اس لغو اور لچر اتہام کی دیدہ دلیری تو نہیں کی؟ باقتضاء حسن شریعت ہمارا حسن ظن اس جسارت کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم انہیں بالارادہ عزم یقین کرتے۔ اذا مروا باللغو مروا کراما واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما کی ہدایت کے موافق "خاموشی" پر قانع ہو جائیں بلکہ ممکن ہے سوامی جی کی مانند دیگر اشخاص بھی ایسی ہی شدید غلط فہمی اور مہلک غلطی میں مبتلا ہوں پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالنے کی سعی کی جائے۔

حق پسند اور حق شناس اصحاب کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام دنیا کا پہلا اور تنہا مذہب ہے جس نے خالص و مکمل توحید کی نہ صرف تلقین و تعلیم بلکہ اس کے محفوظ و برقرار رکھنے کا معقول و مکمل انتظام کیا۔

تاریخ مذاہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً ہر ایک زمانہ میں انسان بسا اوقات افراط و تفریط کی بھول بھلیاں میں پڑ کر "توحید" یعنی صراط مستقیم پر قائم نہ رہا اس لئے توحید کی تجدید کے لئے بمصداق لکل قوم ہاد جملہ اقوام میں وقتاً فوقتاً انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے مگر انسان کچھ ایسا ضعیف الاعتقاد واقع ہوا ہے کہ کبھی نیچر پرست کبھی مخلوق پرست بن گیا اور کوئی قطعی اور یقینی امتیازی حد نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات انسان پرست بھی بن گیا۔

"اس انسان پرستی کے آثار ہر ایک مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہندوؤں کے اوتار عیسائیوں کے راہب یہودیوں کے احبار زردشتیوں کے موبد بدہ مذہب کا بدھ معاذ اللہ خدائی شان میں دیکھے گئے اور آج تک ان کی پرستش بڑے زور شور سے ہوتی ہے"۔

دارالجہل والطغیان سرزمین ہندوستان میں رام اور کرشن جیسی برگزیدہ ہستیوں کے نام آج خدا ذوالجلال والاکرام کے اوتار بلکہ قائم مقام سمجھے جائیں تو کیا تعجب ہے؟ موجودہ علم و عقل کے دور بیسویں صدی میں اور مہذب فرنگستان میں ابھی کروڑوں شائستہ اور تعلیم یافتہ افراد ایسے موجود ہیں۔ جو نمائشی یا واقعی طور پر رسمی یا حقیقی رنگ میں الوہیت مسیح کے نہ صرف خود قائل ہیں بلکہ ہر ممکن ذریعہ سے عہد حاضرہ کی آزادی کے زمانہ تمام دنیا کو بندہ مسیح بنانے پر تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مسیحیت عہد عتیق میں ایک عظیم الشان اور حدیث العہد مذہب ہے مگر آج نہیں تقریباً اٹھارہ سو برس سے ہی اس کی کیا کیفیت ہے؟ پادری نیوٹن کے الفاظ میں

"کل کی کل بت پرستی مسیحیت میں منتقل ہو گئی ہے"۔ دونوں کا مبداء و منشاء ایک ہے اصول و فروع ایک ہیں: یہاں تک کہ قدیم و جدید اور بت پرستی و مسیحی روما میں طریقہ عبادت کے لحاظ سے نہ صرف توافق بلکہ تطابق تام پایا جاتا ہے"۔

گو دنیا میں صرف یسوع ہی ایک انسان نہیں جسکو خدا یا ابن خدا کہا جاتا ہے۔ کم و بیش ہر ایک قوم میں ایسے کئی خدا گذرے ہیں۔

اس عجیب و غریب عقیدہ کے مقاصد کا اصلی سراغ لگاؤ تو عہد قدیم کی تاریکی پر کچھ اور ہی روشنی پڑتی ہے اور ہر جگہ ذہنی تاریکی ایسی ہولناک سیاہی پھیلاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

"یہ خیال کہ بے باپ کے بھی اولاد ہو سکتی ہے اور یہ نتیجہ دیوتاؤں اور ان عورتوں کی مواصلت سے مترتب ہوتا ہے جو ان کی منظور نظر ہوں اس زمانہ میں اس قدر عام تھا کہ جو شخص اپنے اقران و اماثل میں غیر معمولی طور پر نمایاں اور سربرآوردہ ہوتا تھا آسمانی نسل سے سمجھا جاتا تھا اس قسم کے خیالات صدہا سال تک لوگوں میں پھیلے رہے۔ چنانچہ روم الکبریٰ کی نسبت عام طور سے یہ مشہور تھا کہ ایک دفعہ ایک کنواری لڑکی رہی سلویا نامی گھڑا لئے ہوئے پانی بھرنے کے لئے چشمہ پر جا رہی تھی کہ مارس دیوتا کی اس پر نظر پڑ گئی دیوتا اس دوشیزہ پر عاشق ہو گیا۔ اور اس تعشق کا نتیجہ رومیولس ہوا جس نے شہر روما کی بنا ڈالی اگر کوئی شخص اس روایت کے صحیح ہونے میں شک لاتا تو خدا جانے اس کی کیا گت بنتی۔ خود فلاطون کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اس کی ماں کنواری تھی جسے اپالو دیوتا سے حمل رہ گیا تھا اور دیوتا نے ارستان کو جس کے ساتھ اس کی نسبت ہو گئی تھی فلاطون کے آسمانی نسب کا حال بتلا دیا تھا۔ بانی فلسفہ اشراقیہ کے مصری تلامذہ کے سامنے اگر کوئی شخص اس کی ابوت کے سماوی الاصل ہونے کے متعلق شبہ ظاہر کرتا تو ان کی ناراضگی کی کوئی انتہا نہ رہتی شاہ اسکندر ابن جوپیٹر ایمن کے القاب کے ساتھ جب سکندر کے احکام و فرامین جاری ہوتے تھے تو شام اور مصر کے باشندے انہیں اس انتہائے تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے تھے جس کا آج کل صحیح اندازہ ہونا مشکل ہے"۔ اڈریلیپرا

"ہندوؤں اور یونانیوں کی مائی تھالوجی کا باہم گہرا تعلق ہے سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان سورج دیوتا اور چندر دیوتا سے اپنا انتساب ظاہر کرتے ہیں۔ اسی بنا پر افلاطون یونانی بھی ایک دیوتا کا بیٹا مانا گیا تھا اس سے پیشتر نمرود بابلی اور فراعنہ مصر بھی دیوتاؤں کے انتساب کا تکا کر خود خدا بن گئے تھے مختصر یہ کہ قدیم زمانہ میں عملی حیثیت سے یا بہادر و شجاع ہونے کے اعتبار سے کسی فرد بشر سے اگر کوئی نمایاں کام ظہور میں آیا تو اس نے خود یا قوم نے اسے مافوق الفطرت عجائبات سے ساتھ منسوب کیا"۔

(مولوی الف دین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توحید کا چشمہ ہمیشہ گدلا اور گندہ رہا فضیلت کا یہ شرف صرف پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے۔ کہ توحید ہمیشہ کے لئے توحید ہو جائے۔ اور خدائے ذوالجلال والاکرام کے پاک نام کا سکہ چار دانگ عالم میں بیٹھ جائے۔

اسلام کی پہلی امتیازی خصوصیت یہی ہے کہ اس نے سرچشمہ توحید کو شرک کی آمیزش سے ہمیشہ کے لئے پاک وصاف رکھنے کے واسطے اس بے نظیر و بے مثال معلم کے متعلق عبدیت و بشریت کی تشریح اور توضیح مبین طور پر کر دی۔ اور اس تشریح کو گویا ہر وقت کا وظیفہ کر دیا تاکہ یہ حقیقت کبریٰ ہر وقت پیش نظر رہے۔ اور کسی وقت فراموش نہ ہونے پائے۔

"دنیا عالمگیر تاریکی میں پڑی ہوئی تھی کہ دفعتہً اسلام نے اگر تمام غلط خیالات اور معتقدات کا پردہ چاک کر دیا۔ اس نے بتایا کہ خدا واحد محض ہے اور زمان و مکان جہت و اشارہ تحت و فوق ہر قسم کے قیود و خصوصیات سے مبرا ہے۔ یہ وہ تقدیس و تنزیہ تھی جس پر یورپ نے بھی حیرت ظاہر کی۔ اور گبن نے کہا کہ جب زمان و مکان جہت و اشارہ تمام خصوصیتوں کو الگ کر لیا جائے۔ تو خیال کے لئے باقی کیا رہ جاتا ہے۔

اسی تقدیس کی بنا پر اسلام نے ہر قسم کی بت پرستی کا استیصال کر دیا کیونکہ اسلام نے خدا کی نسبت جو پاک اور منزہ خیال قائم کیا تھا وہ ایسا نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کا تصور جسمانی پیکر اور صورت کے بغیر دلوں میں نہ آسکے ہندو مصری۔ صابی۔ رومن کیتھولک سب خدا کے تصور کے لئے جسمانی تمثیل کے محتاج تھے اور اسی وجہ سے بت پرستی میں مبتلا تھے۔ لیکن اسلام میں باوجود سینکڑوں ہزاروں فرقوں کے پیدا ہو جانے کے کسی فرقہ کو آج تک بت پرستی کا کبھی خیال نہ آسکا۔" (شبلی)

اسلام نہ صرف توحید کی تلقین کے لئے ممتاز ہے "باری تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تعظیم و تکریم کا جلوہ خصوصیت سے قرآن کی ہر سورت میں نظر آتا ہے۔" (ڈوریپر)

بلکہ اس نے توحید کی تبلیغ کے سلسلہ میں تمام دنیا میں عظیم الشان اور مابہ الامتیاز کامیابی حاصل کی ہے۔

موجودہ مذاہب میں جیسا کہ اشارہ کیا گیا مسیحیت اہم درجہ رکھتی ہے۔ لیکن مورخین معترف ہیں۔ "اسلام اور مسیحیت میں ایک بہت بڑا اہم فرق ہے۔ مسیحیت کو کبھی بھی اتنی طاقت حاصل نہ ہوئی کہ دولت روما کی بت پرستی کا قلع قمع کر سکتی جس قدر اس کو ترقی ہوئی اسیقدر بت پرستی کا عنصر اس میں زیادہ ملتا گیا ایک مذہب کی قدیم شکلیں زندہ ہو کر دوسرے مذہب میں آ ملیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحیت بت پرستی کے ساتھ مخلوط ہو گئی۔

لیکن حضرت محمد ﷺ نے عرب میں قدیم بت پرستی کو ایسا مٹایا کہ اس کا نشان تک باقی نہ رکھا۔ جن عقائد کی آپ نے اور آپ کے بعد آپ کے جانشینوں نے تلقین کی ان میں بت پرستی کا ڈھونڈنے سے بھی سراغ نہیں ملتا وہ حجر اسود جو آسمان سے گرا تھا اور وہ بت جو اس کے گرد حلقہ زن تھے سب نظر سے غائب ہو گئے نئے مذہب کا اصل اصول یعنی لا الہ الا اللہ دنیا میں بغیر کسی قسم کی مشرکانہ آمیزش کے پھیل گیا۔

اسلام نے ایشیا اور افریقہ کا بہت بڑا حصہ بیت المقدس اسکندریہ اور کارتھیج کے تاریخی شہر مسیحی دنیا سے چھین لئے اور وحدانیت خدا کے اصول کو اس مملکت کے بہت بڑے حصہ میں شایع کر دیا جس پر کبھی رومتہ الکبریٰ کا پھریرا اڑا کرتا تھا۔" (ڈریپر)

اسلام کا کارنامہ دیکھئے۔ "بقول البیرونی گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں مختلف معبودوں کے پرستار ہندوستان کی وسیع سرزمین میں ریگ کے ذروں کی طرح منتشر ایک سے ایک جدا اور الگ تھلگ تھے۔ ورود اسلام کے بعد ہی نویں صدی کے شروع میں شنکر اچارج ؒ "وحدت وجود" اور رامانج ؒ گیارھویں صدی میں "وحدت شہود" کا قائل ہوا۔ رامانند ؒ نے تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں باقی سب دیوتاؤں کو چھوڑ کر صرف رام کے نام پر الوہیت کا غلغلہ بلند کیا اور اس کے شاگردوں میں بھگت کبیر ؒ کا موحد پیدا ہوا اس کے بعد پندرھویں صدی کے آخر اور سولھویں صدی کے شروع میں باوا نانک ؒ پنجاب میں اور چیتن ؒ بنگال میں خدائے واحد کے نام کی منادی کرتے رہے یہ ارتقا اسلام کے فیض صحبت کا کرشمہ ہے۔

قرآن کریم کا کیا عجیب معجزہ ہے کہ مشرق میں گرونانک ؒ نے (جس کے متعلق قطعی دلائل موجود ہیں کہ وہ مسلمان تھا) توحید پر وعظ کہنا شروع کیا اور مغرب میں لوتھر نے پروٹسٹنٹ کی بنیاد رکھی رومن چرچ کا پرزور الزام ہے۔ کہ وہ در پردہ مسلمان تھا۔ لوتھر ؒ لاطینی کا ماہر تھا۔ اور لاطینی میں قرآن کریم کا ترجمہ ۱۱۴۳ء میں ہو چکا تھا بالضرور اس کے دل پر اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی صداقت نے گہرا اثر کیا تھا کہ وہ پوپوں اور پادریوں کے ذاتی و شخصی تحکم کا سخت مخالف تھا۔

انیسویں صدی میں ہندوستان میں راجہ رام موہن رائے نے توحید کی تخم ریزی کی اور سوامی دیانند جی مدعی توحید نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔

آج خود سوامی شردھانند جی اسلام کے ایک زریں اصول کی تعمیل و تبلیغ میں منہمک نظر آتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے کوئی کفور ہو یا شکور ہو مگر منصف مزاج مبصر خوب جانتے ہیں کہ اسلام نے ہندوستان کے مذہبی عقیدوں اور عقلی نشوونما پر کتنا بڑا زبردست احسان کیا ہے۔

ہمیں ناز ہے ہاں اپنے کلمہ پر ناز ہے اور بجا ناز ہے۔ جس نے عبدیت و بشریت کی حدود میں پیغمبر اسلام ﷺ کے احترام کو محدود کر کے سرچشمہ توحید کو ہمیشہ کے لئے شرک کی آمیزش سے پاک کر دیا۔

عبدہٗ و رسولہ کی قطعی اور صریح حد بندی کے موجود ہوتے ہوئے کوئی مسلمان نہ بت پرست ہو سکتا ہے نہ سلاف پرست نہ پیغمبر پرست۔

"اپنے خطبوں میں اور نیز قرآن میں بارہا آپ نے ان الفاظ کو دہرایا ہے۔ میں تو ایک منادی ہوں اور خدا کی وحدانیت کی تلقین کرتا ہوں۔ آپؐ کی نبوت کے متعلق خود آپؐ کا خیال یہی تھا۔ چنانچہ اپنی وفات کے وقت تک آپؐ اپنی انگلی میں ایک انگوٹھی پہنے رہے جس کے نگینہ پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

محمدؐ الرسول اللہ" (ڈریپر)

کارلائل کا کہنا بالکل صحیح ہے کہ محمدؐ کی بعثت سے پیشتر مختلف اقوام کے ہیرو ان قوموں کے خدا بن گئے مگر اب کوئی ہیرو خدا نہیں ہو سکتا۔ اب کبھی وہ زمانہ نہیں آئے گا۔ کہ انسان خدا یا خدا کا اوتار کہلائے۔ معاذ اللہ خدا کی طرح پرستش کیا جائے۔

"پیغمبر عربیؐ کے بعد اب اصول کے لحاظ سے ہیگزم دنیا سے نیست و نابود ہو گیا اب نہ خدا انسانی شکل میں ظہور کرے گا۔ اور نہ انسان خدا بنے گا۔" (کارلائل)

الحاصل

تمام دنیا کی تاریخ میں صرف محمدؐ ہی کی واحد شخصیت ہے جس نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم قل انما انا بشر مثلکم کے اعلان عام سے ہمیشہ کے لئے انسان پرستی کی گمراہی کا سد باب کر دیا۔

موتیوں کا سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ عہ
اکسیر السعادت ہر قسم کی بدنی کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک للعہ
ملنے کا پتہ
مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب

مختصر روئداد جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۲۵ء کا سالانہ جلسہ ۲۶ر دسمبر سے شروع ہو کر ۲۸ر دسمبر کو بخیر و خوبی ختم ہوا۔ چونکہ ۲۵ دسمبر کو جمعہ تھا۔ اس لئے بہت سے اصحاب

جمعہ میں شمولیت

کے لئے اس دن دارالامان پہنچ گئے۔ اور یہی وجہ نماز جمعہ مسجد اقصیٰ کی بجائے مسجد نور میں ہوئی۔ جہاں حدود مسجد کے علاوہ دور دور تک کھلے میدان میں نمازیوں کی صفیں ایستادہ ہوئیں۔ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا۔ اور پھر نماز پڑھائی۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی

۲۶ر دسمبر

کی صبح سے حسب پروگرام جلسہ گاہ میں شروع ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ٹھیک ۹ بجے تشریف لے آئے اور حضور نے

جلسہ کا افتتاح

فرماتے ہوئے مختصر سی تقریر کے بعد دعا فرمائی۔ جس میں تمام مجمع شریک ہوا۔ اس کے بعد حضور تشریف لے گئے اور جلسہ زیر صدارت جناب سیٹھ عبد اللہ بھائی اللہ دین صاحب سکندر آبادی شروع تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت و سیکرٹری مجلس استقبالیہ کی طرف سے

خطبہ استقبالیہ

پڑھا جو پرچہ میں درج ہے اس میں مستقل جلسہ گاہ کی تعمیر کے لئے سات ہزار خرچ فراہم کرنے کی تحریک تھی۔ جس میں نقد اور وعدوں کی صورت میں چھ ہزار کے قریب چندہ اسی وقت ہو گیا۔

اس کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے اپنا مضمون

ویدک دھرم اور اسلام

اپنے مخصوص انداز بیان میں بیان کیا۔ جو بہت دلچسپی سے سنا گیا۔ پھر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے

مجلس معتمدین کی رپورٹ

میں سے بوجہ قلت وقت جستہ جستہ امور سنائے۔ اور اس کے بعد اپنا خاص مضمون

ذکر حبیب

بیان کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے دلچسپ اور ایمان پرور واقعات سنا کر بہت مسرور کیا۔

اس پر پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔ اور اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر

دوسرا اجلاس

تین بجے زیر صدارت جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب شروع ہوا۔ اس میں ایک گھنٹہ جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری استاذ اعلیٰ مدرسہ احمدیہ نے

نبوت مسیح موعود

پر تقریر کی جس میں مسئلہ نبوت کی حقیقت سامعین کے ذہن نشین کرتے ہوئے۔ ان اعتراضات کے بھی جواب دیئے۔ جو غیر احمدی اور غیر مبائعین اس بارے میں کیا کرتے ہیں۔

ان کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے

سکھ ازم

پر دلچسپ اور مدلل تقریر کی۔ آپ نے گرنتھ صاحب سے یہ ثابت کرتے ہوئے کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلامی عقائد کے پابند تھے۔ سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات پر بھی روشنی ڈالی اور ان غلط بیانیوں اور الزام تراشیوں کی تاریخی حوالجات سے تردید کی جو مسلمان بادشاہوں کے سکھوں پر مظالم کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ ثابت کیا کہ جس قدر سکھوں پر مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں مظالم ہوئے۔ ان میں یا تو ہندوؤں کا ہاتھ تھا۔ اور وہی ان کا موجب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ یا پھر ہندو اہلکاروں کی طرف سے ہوئے۔ آپ کی تقریر کا وہ حصہ نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنا گیا۔ جسمیں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے متعلق حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئیاں بیان کیں۔

اس تقریر پر پہلے دن کے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرے دن یعنی

۲۷ دسمبر

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مولانا پروفیسر عبد الماجد صاحب بھاگلپوری شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے

ضرورت وصیت

پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کو وصیت کرنے کی اہمیت بتاتے ہوئے۔ ان اعتراضات کے جوابات بھی دیے جو غیر مبائعین عموماً کیا کرتے ہیں۔ اور چند ہی دن ہوئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنے مضمون میں کئے ہیں۔ مولانا موصوف نے یہ نہایت اہم مضمون اپنے مقررہ وقت ایک گھنٹہ میں نہایت خوبی کے ساتھ ختم فرمایا۔

اس کے بعد جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ یورپ و افریقہ نے

ضرورت تبلیغ

پر اپنی فصیح اور ولولہ انگیز تقریر شروع کی۔ جس میں اپنے ذاتی مشاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میں نے دنیا کا بہت بڑا حصہ دیکھا ہے۔ وہ ممالک بھی دیکھے ہیں جو اسلامی کہلاتے ہیں۔ لیکن اس وقت کہیں حقیقی اسلام نہیں پایا جاتا۔ ہر جگہ ظلمت اور تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر اسلام ہے تو صرف احمدیہ جماعت کے پاس اور اس کا یہ فرض ہے کہ ساری دنیا تک یہ نعمت پہنچائے۔ کسی خوف اور خطرہ کی پرواہ نہ کرے

اسی سلسلہ میں آپ نے شہدائے کابل کا ذکر نہایت دل دوز اور درد انگیز پیرایہ میں کیا۔ ساری تقریر جوش اور ولولہ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سامعین نے نہایت توجہ اور غور سے سنی۔

مولوی صاحب موصوف کے بعد چند منٹ تک محمد حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نیروبی نے تقریر کی جس میں آپ نے

افریقہ میں تبلیغ احمدیت

کی ضرورت و اہمیت بیان کی۔

اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے

صداقت مسیح موعودؑ

پر اپنی عالمانہ تقریر فرمائی۔ جناب موصوف کئی سال سے اسی مضمون پر تقریر فرماتے ہیں۔ اور سننے والے احباب جانتے ہیں۔ کہ آپ ہر دفعہ نئے معارف نئے دلائل اور نئے براہین پیش کرتے ہیں۔ آپ کی تقریر بھی نہایت مسرت اور دلچسپی سے سنی گئی۔

اس کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائیں اور

دوسرا اجلاس

۲½ بجے شروع ہوا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تازہ نظم

جو لوح الہدیٰ کے نام سے شایع ہوئی ہے۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے پڑھی۔ اس کے بعد حضور نے تین بجے کے قریب تقریر فرمائی۔ جس میں حضور نے پہلے چند ایسے امور بیان فرمائے۔ جو جماعت کے عام معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی میں آپ نے اپنے دن رات کے کاموں کا پروگرام بیان فرمایا۔ اور بتایا کہ کس طرح حضور دن رات امور دینیہ میں مصروف رہتے ہیں۔

بعض ضروری امور کے ذکر کے بعد حضور نے اپنی علمی تقریر

منہاج الطالبین

کے نام سے شروع فرمائی۔ جس میں گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کے طریق بیان فرمائے۔ یہ تقریر چار گھنٹہ تک جاری رہی۔ بوجہ رات کے ہو جانے کے جلسہ گاہ میں گیس کے لیمپ جلا دیے گئے۔ اور موم بتیاں بھی تقسیم کر دی گئیں تاکہ جو اصحاب تقریر کے نوٹ لے رہے ہیں انہیں آسانی ہو۔ آخر بوجہ دیر ہو جانے کے سات بجے کے قریب حضور نے بقیہ تقریر دوسرے دن کرنے کا ارشاد فرماتے ہوئے بند فرمائی باوجود اس کے کہ جلسہ گاہ کھلی ہوا میں تھی اور سخت سردی کا موسم تھا لیکن سامعین نہایت سکون کے ساتھ آخر وقت تک بیٹھے پوری توجہ سے سنتے رہے۔

جلسہ کے تیسرے دن یعنی

۲۸ دسمبر

پہلا اجلاس جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر دعوت و تبلیغ نے

جماعت احمدیہ اور سیاسیات ہند

پر بہت دلچسپ اور کار آمد تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا۔ اہل ہند کچھ عرصہ سے ہماری باتیں اس لئے توجہ سے نہیں سنتے کہ انہیں ہمارے دشمنوں نے یہ سکھا دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان کی آزادی کے خلاف ہے۔ حالانکہ ہم ہندوستان کی آزادی کے خلاف نہیں بلکہ ان مضر اور نقصان رساں طریقوں کے خلاف ہیں۔ جو ہندوستان کے سیاسی لیڈروں نے اختیار کئے۔ اور جن میں سے ہر ایک کا انجام سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہ ہوا۔ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر تحریر و تقریر کے ذریعہ ان کے اختیار کردہ طریقوں کے نقصانات نہایت ہمدردی اور محبت سے بتائے مگر اندھے جوش میں اس کی کوئی پرواہ نہ کی گئی اور نقصان پر نقصان اٹھاتے رہے۔

آپ نے مثال کے طور پر ہجرت اور عدم تعاون وغیرہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان تحریکوں سے جس قدر مسلمانوں کو نقصان پہنچا وہ نہایت ہی عبرتناک ہے۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ کا یہ کام ہونا چاہئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ان غلط طریقوں نے مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ انہیں بتایا جائے۔ اور اس کے مقابلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے قبل از وقت ان طریقوں جن خطرات سے آگاہ کیا اور آخر کار مسلمان لیڈروں کی کوتہ اندیشی اور ضد کے باعث رونما ہو کر رہے۔ انہیں پیش کیا جائے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ امام جماعت احمدیہ کی رائے ہر معاملہ میں کیسی صائب اور کس قدر صحیح ہے اس سے انہیں احمدیت کی طرف بھی توجہ ہوگی۔

اس تقریر کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے

تربیت جماعت احمدیہ کے متعلق ضروری امور

پر تقریر فرمائی۔ جناب موصوف کی آواز میں خاص رقت اور جذب تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو جماعت احمدیہ کی تربیت کا اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خیال ہے۔ جتنا ایک بزرگ کو اپنے خاندان اور اپنی اولاد کا ہوتا ہے۔ آپ نے تربیت کے طریق قرآن کریم سے بیان فرمائے۔ اور سب سے اول دعا کے ذریعہ اس پہلو میں کوشش کرنے کی اہمیت ثابت کی۔ آپ کی تقریر نہایت اہم اور نہایت ضروری تھی۔ مگر وقت کی قلت کی وجہ سے اس کا بہت کم حصہ بیان ہو سکا۔ اور آپ نے وعدہ فرمایا۔ کہ ان اُمور کو چھپوا کر احباب تک پہنچا دیا جائے گا۔ تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر جماعت کی تربیت کے نہایت ضروری فرض کی ادائیگی کے قابل ہو سکیں۔

اس کے بعد جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مخالفین کے اعتراض اور ان کے جواب

پر تقریر شروع کی۔ جناب حکیم صاحب بہت پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کرنے والے مقرر ہیں۔ آپ نے مولوی محمد علی صاحب مونگھیری اور مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دربھنگی کے اعتراضات میں سے بطور نمونہ چند ایک پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ وہ محض نادانی اور جہالت ضد اور تعصب کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔ ورنہ کوئی عقلمند انسان ان میں ذرا بھی معقولیت نہیں پاتا۔ جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر بھی نہایت دلچسپی کے ساتھ سنی گئی۔

اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے

چندہ کے لئے اپیل

کی۔ اور پھر جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے صیغہ بیت المال کی رپورٹ سنائی۔ وقت پہلے ہی بہت کم تھا۔ اور جو تھا وہ رپورٹ سنانے میں صرف ہو گیا۔ اس لئے چندہ کی وصولی کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور اجلاس ظہر و عصر کے لئے برخاست ہو گیا۔ نمازیں حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور کی بقیہ تقریر کا وقت تھا۔ جس میں سے خاص درخواست پر چند منٹ حضور نے چندہ کی فراہمی کے لئے دیئے۔ اور اس عرصہ میں بہت قلیل رقم جمع ہوئی۔ بلکہ اب کہنا چاہیئے۔ کہ اس سال اس آمد میں غیر معمولی کمی واقع ہوگی۔

جب حضور سٹیج پر تشریف لائے۔ تو چندہ کی فراہمی روک دی گئی۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کی تلاوت کے بعد منشی قاسم علی خاں صاحب رامپوری نے حضور کی

ایک اور تازہ نظم

خوش الحانی سے پڑھی۔ اور پھر حضور نے

بقیہ تقریر

شروع فرمائی۔ یہ تقریر بھی چار گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک مسلسل جاری رہی۔ اور آخر ساڑھے سات بجے کے قریب ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔ جانے والے اصحاب کو اجازت دی۔ اور سٹیج پر کھڑے ہو کر دیر تک مصافحہ فرماتے رہے۔

اس پر خدا کے فضل و کرم کے ساتھ سالانہ جلسہ ختم ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؂

اس دفعہ سالانہ جلسہ کے انتظام میں یہ

خاص تبدیلی

کی گئی تھی۔ کہ مہمان نوازی کا سارا انتظام ناظر صاحب ضیافت کے سپرد تھا۔ اور جلسہ کے لیکچروں اور تقریروں کا انتظام ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے سپرد۔ ناظر صاحب ضیافت جناب میر محمد اسحاق صاحب روزانہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور جلسہ کے متعلق ضروری اطلاعات پہنچاتے۔ اور حضور سے ہدایات حاصل کرتے۔ اس دفعہ

جلسہ کا انتظام

حسب ذیل بڑی بڑی مدوں میں منقسم تھا۔ (۱) ناظم جلسہ (۲) مہتمم جلسہ (۳) سٹور اور سپلائی (۴) استقبال امرتسر (۵) استقبال بٹالہ (۶) استقبال قادیان (۷) انتظام مکانات (۸) انتظام روشنی (۹) انتظام صفائی (۱۰) انتظام آب رسانی (۱۱) انتظام تنور (۱۲) انتظام دیگ (۱۳) طبی انتظام (۱۴) انتظام بازار (۱۵) انتظام جلسہ گاہ (۱۶) انتظام پہرہ ان مدوں میں سے بعض کا دوہرا انتظام تھا۔ یعنی ایک شاخ اندرون قصبہ اور دوسری بیرون قصبہ

ناظم جلسہ سالانہ

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تھے۔ آپ کا کام دونوں جگہ کی افسران نگرانی یعنی مہتمم صاحبان کے کام کی نگرانی تھی۔ اور بوقت ضرورت مناسب ہدایات جاری کرنا نیز دونوں وقت تمام حالات کی رپورٹ دفتر ناظر ضیافت میں دینا۔

مہتمم جلسہ

اندرون قصبہ جناب میر محمد اسحاق صاحب تھے۔ اور بیرون قصبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب مہتمم صاحبان کا کام تمام مدات جلسہ کا انتظام کرنا۔ اپنے ماتحت افسروں سے ان کے کام کی رپورٹ حاصل کرنا۔ خود دورہ کر کے ہر ایک مد کے کام کو دیکھنا ناظر ضیافت سے ضروری سامان وصول کرنا۔ صبح و شام کھانے کے وقت دورہ کر کے معلوم کرنا۔ کہ کسی کو کھانے کے متعلق کوئی تکلیف تو نہیں۔ کھانا وقت مقررہ پر تیار کرانا۔ رات کو ہر کمرہ کے مہمانوں سے دریافت کرنا کہ کسی مہمان کو کوئی ضرورت تو نہیں۔ ناظم جلسہ کو تمام کام کی مفصل رپورٹ دونوں وقت دینا۔

مختلف کاموں کے افسر

حسب ذیل تھے (۱) استقبال سٹیشن امرتسر کے انچارج صاحب بابو فقیر علی صاحب تھے۔ (۲) استقبال بٹالہ کے چوہدری حاکم علی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور استقبال قادیان کے میاں عبداللہ صاحب قادیانی استقبال کمیٹی کا پتن سندھی شاہ صاحب کے سپرد تھا۔ انتظام مکانات پر اندرون مولوی عبدالرحمٰن صاحب بیرون منشی کظیم الرحمٰن صاحب۔ انتظام مہمان نوازی پر اندرون مولوی سید سرور شاہ صاحب بیرون ماسٹر گل محمد صاحب انتظام روشنی پر اندرون مولوی ارجمند خان صاحب و ماسٹر مولا بخش صاحب۔ بیرون ماسٹر چراغ محمد صاحب انتظام صفائی پر اندرون چودھری بشیر احمد صاحب بیرون سردار محمد صاحب۔ انتظام آب رسانی پر اندرون منشی غلام محمد صاحب۔ بیرون محمد دین صاحب مالی۔ پرچی خوراک پر اندرون مولوی عبدالکریم صاحب و مولوی غلام احمد صاحب۔ بیرون ماسٹر نذیر خاں صاحب۔ طبی انتظام پر اندرون ڈاکٹر فضل کریم صاحب بیرون احسان علی صاحب انتظام بازار پر اندرون شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بیرون رسائیدار خداداد خان صاحب۔ انتظام پہرہ پر اندرون غلام محمد صاحب۔ بیرون رسائیدار صاحب انتظام سٹیج پر حافظ روشن علی صاحب مقرر تھے

ان سب افسروں کے ماتحت نائب افسر اور کئی کئی معاون مقرر تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے اعلیٰ سے لیکر معمولی کارکن نے نہایت تن دہی اور محنت سے اپنے فرائض بجا لانے کی کوشش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

جلسہ گاہ

گذشتہ سال کی طرح دارالعلوم کے کھلے میدان میں بنائی گئی تھی جو ۱۰۰×۱۰۰ فٹ مربع تھی اور گذشتہ سال کی نسبت ۱/۲ حصہ زیادہ تھا۔ مگر باوجود اس فراخی کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے وقت ناکافی ثابت ہوئی۔ کئی بار لوگوں کو تنگ ہو کر بیٹھنے کے لئے کہنا پڑا تاکہ جو اصحاب جلسہ گاہ سے باہر کھڑے تھے وہ بھی داخل ہو سکیں۔

مہمانوں کی تعداد

خوراک کی پرچیوں کی تعداد کے حساب سے حسب ذیل تھی۔

۲۴ دسمبر	شام	۳۰۱۵
۲۵ "	"	۶۸۰۲
۲۶ "	"	۸۸۰۶
۲۷ "	"	۱۱۳۸۳
۲۸ "	"	۱۱۱۱۱
۲۹ "	"	۲۶۰۰

اس تعداد میں قادیان اور اردگرد کے اصحاب جو جلسہ گاہ میں آ رہے۔ ہندو اور سکھ بھی شامل ہوئے

اس دفعہ محض خدا کے فضل سے کوئی غیر معمولی حادثہ رونما نہ ہوا۔ جس کا انتشار سے ہجوم اور مجمع میں ہونا معمولی بات ہے۔ البتہ

ایک ناگوار واقعہ

کو خدا تعالیٰ نے اپنے رحم سے روک دیا۔ آخری دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے ہی تھے۔ کہ ایک تین چار سالہ لڑکی حضور کے پاس پہنچائی گئی۔ جس کے متعلق لانے والے نے بتایا۔ کہ ایک سکھ اسے لے جا رہا تھا۔ میں چونکہ اتفاقاً ادھر سے آ گیا۔ اور لڑکی چھین لی۔ میں چونکہ اکیلا تھا۔ اور ادھر ادھر بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے سکھ کو نہ پکڑ سکا۔ حضور نے خود اس لڑکی کو گود میں اٹھا لیا اور اعلان کیا۔ کہ جن صاحب کی یہ لڑکی ہو۔ وہ پہچان لیں جب تک لڑکی پہچان نہ لی گئی۔ حضور اسے اٹھائے رہے۔ اس سے تھوڑی دیر ہی قبل ایک دو سالہ لڑکے کو جو والدین سے بچھڑ جانے کی وجہ سے رو رہا تھا حضور کے پاس پہنچایا گیا۔ حضور نے اسے اول تو گود میں لے لیا۔ اور پیار کیا۔ اور اس کے والد کا نام پوچھا۔ مگر وہ نہ بتا سکا۔ اس لئے اسے اٹھا کر اعلان فرمایا۔ کہ جن صاحب کا بچہ ہو۔ پہچان لیں۔ لڑکے کے چچا کے آنے پر حضور نے ان کے حوالہ کر دیا۔

اگرچہ یہ واقعات چھوٹے چھوٹے ہیں۔ لیکن حضور کی

شفقت اور نوازش

کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔ اور وہ لڑکی اور لڑکا بڑے ہی خوش قسمت ہیں جنہیں حضرت امام علیہ السلام کی گود میں بیٹھنے کا موقع میسر آیا۔

اس دفعہ جلسہ کی رونق کو دوبالا کرنے والی اور عظیم الشان مجمع کو سہولت اور آرام پہنچانے والی۔

چاندنی راتیں

تھیں جن کی وجہ سے رات کو مجمع کا نظارہ اور چہل پہل ہی پر رونق اور پر لطف نظر آتی تھی۔

بیرون ہند کے مہمان

اب کے ترکستان اور بخارا کے بعض اصحاب بھی جو ہندوستان میں مستقل تجارت کرتے ہیں آئے۔ نیز مارشیس سے احسان الحق صاحب صدیقی مبلغ احمدیت جلسہ کی شمولیت کے لئے آئے۔

مہمانوں کو آمد و رفت

میں گذشتہ سالوں کی نسبت بہت سہولت رہی۔ کیونکہ عام طور پر موٹر کاریں چلتی رہیں۔ جن کا کرایہ فی سواری ۸ تھا۔ یکہ ٹم ٹم بہت کم چلی۔

۲۶-۲۷ دسمبر کی درمیانی رات کو جناب ناظر صاحب بیت المال نے جماعت ہائے احمدیہ کے

عہدیداروں کی کانفرنس

منعقد کی جس میں مالی حالت کی رپورٹ سنائی گئی۔ سب عہدہ داروں نے بالاتفاق پاس کیا۔ کہ موجودہ مالی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ۱۵ فروری سے کم شرح پر چندہ دینے والوں سے پوری شرح پر چندہ لیں گے اور بقائے بھی ادا کریں گے۔ اسی ضمن میں بعض نئی تجاویز آمدنی بڑھانے کے لئے پاس ہوئیں۔ مثلاً زمیندار صاحبان ہفتہ میں ایک دن کی کمائی چندہ میں دیا کریں۔

۲۵ دسمبر سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے بیرونی جماعتوں کی ملاقاتیں بذریعہ مولوی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے افسر ڈاک شروع ہو گئیں۔ جلسہ کے ایام میں حضور ایک ایک بجے رات تک ملاقاتوں میں مصروف رہے۔ ملاقاتوں کا سلسلہ ۳۰ دسمبر تک جاری رہا۔

غیر مبائعین کا جلسہ پہلے ختم ہو جانے کی وجہ سے بعض

غیر مبائع اصحاب

بھی جلسہ کے آخری دن تشریف لائے۔ جن میں مولوی غلام حسن صاحب پشاوری بھی تشریف لائے یہ اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے وقت جلسہ میں شریک ہوئے

مردوں کی بیعت

جو موجود ہوتے وہ شامل نہیں"

ہر روز رات کے وقت ہوتی تھی۔ جو خدا کے فضل سے گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔ اور اس میں خاص خصوصیت یہ بھی تھی۔ کہ بیعت کرنے والوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔ اسی طرح تمدنی لحاظ سے اعلیٰ حیثیت رکھنے والے اصحاب بھی زیادہ تھے۔ ان ایام میں بیعت کرنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد ساڑھے چھ سو کے قریب تھی۔ بعض غیر مبائعین نے بھی بیعت خلافت کی۔

اس دفعہ زنانہ جلسہ

بھی نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ہوا جس میں شامل ہونے والی مستورات کی تعداد چار ہزار کے قریب ہو گی۔ جلسہ کے مختلف اجلاس خواتین کی صدارت میں منعقد ہوتے رہے۔ اور مرد بر عایت پردہ لیکچر دیتے رہے ہر روز رات کو جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر

میجک لنٹرن

کے ذریعہ مختلف مناظر دکھا کر تبلیغی لیکچر دیتے رہے۔ ان لیکچروں میں شمولیت کے لئے ٹکٹ مقرر تھا۔ جس کی قیمت ۲ ر تھی۔

۲۹ دسمبر صبح نو بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا کا

انگریزی لیکچر

ہوا جس کا موضوع یہ تھا۔ کہ یورپ کے لوگ عیسائیت سے بیزار ہو رہے ہیں۔ آپ نے واقعات سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔

یہ سال اگرچہ مالی لحاظ سے بہت تنگی کا سال تھا تاہم احمدی تاجران کتب نے

احمدیہ لٹریچر

شایع کرنے میں بہت ہمت سے کام لیا۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت نے حسب ذیل کتابیں اس موقع پر شایع کیں۔ (۱) نور القرآن حصہ اول و دوم (۲) پرانی تحریریں (۳) ستارہ قیصریہ (۴) روئداد جلسہ دعا (۵) گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (۶) ریویو بر مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و عبد اللہ چکڑالوی (۷) کشتی نوح۔

یہ کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف ہیں۔ جو عرصہ سے ختم ہو چکی ہیں۔ اب پھر شایع کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ (۹) حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف کا دوسرا ایڈیشن (۱۰) اور ہستی باری تعالیٰ حضور کی ۱۹۲۱ء کے سالانہ جلسہ کی تقریریں چھاپی گئیں۔ نیز ایک کتاب (۱۱) قتل مرتد اور اسلام مصنفہ مولانا مولوی شیر علی صاحب اور (۱۲) دوسری بہائی مذہب کی حقیقت مصنفہ جناب مولوی فضل الدین صاحب بھی بک ڈپو نے شایع کیں۔

مہتمم صاحب کتاب گھر قادیان نے حسب ذیل کتب شایع کیں۔

(۱) تفسیر خزینۃ العرفان حصہ ششم (۲) نبی احمدیہ پاکٹ بک (۳) پیشگوئی متعلق احمد بیگ (۴) اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ (۵) ملفوظات احمد یعنی ڈائری مسیح موعودؑ (۶) تبلیغی کیلنڈر دو ہزار برس کا (۷) زندہ مذہب اور زندہ نبی (۸) درثمین عیسیٰ (۹) حمائل شریف مترجم (۱۰) لوح الہدیٰ مع نظم حضرت خلیفۃ المسیح۔

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب نے حسب ذیل کتب چھاپیں۔

(۱) اسلامی اصول کی فلاسفی (۲) درثمین اردو (۳) لیکچر لاہور (۴) تفسیر سورہ جمعہ (۵) دینیات کا پہلا رسالہ (۶) سیرت مسیح موعود (۷) فرائض مستورات (۸) صداقت اسلام (۹) خزینۃ العرفان (۱۰) مباحثہ سرگودہا (۱۱) خمسین احادیث مترجم (۱۲) الاربعین مترجم (۱۳) تعلیم خاتون (۱۴) تبلیغی مضامین (۱۵) احمدی جنتری (۱۶) بلائے دمشق (۱۷) حدوث روح و مادہ (۱۸) نغمہ اکمل حصہ ہفتم (۱۹) مباحثہ ختم نبوت (۲۰) مباحثہ آریہ سماج (۲۱) صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے (۲۲) اردو قاعدہ (۲۳) جیبی تبلیغی ٹریکٹ۔

ان کے علاوہ بعض اور اصحاب نے بھی مختلف کتب شایع کیں۔

ایام جلسہ میں خدا کے فضل سے مہمانوں کی صحت عام طور پر اچھی رہی۔

جلسہ کے ابتدائی ایام میں غیر مبائعین کے چند فرستادوں نے اپنی کتابوں کی دوکان لگائی۔ جو ایک تو ایسی جگہ تھی جہاں بوجہ رستہ کی تنگی کے پہلے سے ہی منتظم صاحب بازار نے کسی کو دوکان لگانے کی اجازت نہ دی تھی۔ دوسرے غیر مبائعین ہر ایک سے بحث و مباحثہ کی طرح ڈالتے تھے۔ اور تو تو میں میں شروع کر دیتے۔ چونکہ ایسے موقعہ پر طریق خلل امن پیدا کرنے والا تھا۔ اس لئے منتظم صاحب بازار نے اول تو مشورہ دیا۔ کہ اگر دوکان کو بحث و مباحثہ کا ذریعہ نہ بنائیں تو بہتر ہے۔ لیکن جب ان کے پاس پے در پے شکایات پہنچیں کہ غیر مبائعین امن میں خلل کا باعث بن رہے ہیں تو انہوں نے منع کر دیا۔ تاکہ بات بڑھ کر فتنہ کا موجب نہ ہو۔

جلسہ کے موقعہ پر اشیاء خوردنی

کی کوئی نئی دوکان کھولنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور اس قسم کی دوکانیں وہی اصحاب لگاتے ہیں۔ جو مستقل طور پر قادیان میں دوکانداری کرتے ہیں۔ اس قسم کی دوکانیں کچھ اندرون قصبہ اور کچھ جلسہ گاہ کے قریب تھیں۔ جو مہمانوں کے لئے ضروری اشیاء مہیا کرتی تھیں۔

مہمانوں کی روانگی

اگرچہ ۲۸ دسمبر کی رات سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ لیکن یکم جنوری بروز جمعہ تک ایک کافی تعداد موجود رہی۔ جس میں دور کے علاقوں کے مہمان زیادہ تھے۔

غرض خدا کے فضل و کرم سے جلسہ ہر طرح نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک وانا لفضل۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظرین کرام! خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں تاکہ جواب دینے میں سہولت ہو۔
"مینیجر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اطلاع

جن دوستوں کا چندہ ۱۴ فروری تک ختم ہوتا ہے۔ ان کے اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ اور یکم فروری کو ان کے نام وی پی ہوں گے۔ مجھے کامل توقع رہنی چاہئے کہ دوست سکھوں اور آریوں میں نور کے کام کی اہمیت کو مدنظر رکھکر وی پی وصول فرماکر دعا اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ اور اگر کسی وجہ سے کوئی صاحب اس موقع پر وی پی وصول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ تو وہ یکم فروری سے قبل دفتر نور میں اطلاع دیدیں باوجود پہلے اطلاع کے پھر وی پی واپس کردینا۔ یہ نہ صرف ایک معیوب فعل ہے بلکہ اخلاقی گناہ ہے۔ جس سے بچنا چاہیئے۔

۹۴	خانبہادر شیخ محمد حسین صاحب	۲/
۹۶	منشی کرم علی صاحب	۲/
۹۸	عبدالقادر کٹی صاحب	۲/
۹۹	شیخ حسن صاحب	عہ/
۱۰۱	مولوی غلام حسن صاحب	۲/
۱۲۷	حکیم محمد قاسم صاحب	۲/
۱۳۰	سردار میر بہادر خانصاحب	۲/
۱۳۳	صوبیدار میجر خانبہادر سعد اللہ خانصاحب	عہ/
۱۳۴	بابو شاہ عالم صاحب	۲/
۱۳۴	والدہ صاحبہ محمد عثمان	۲/
۱۳۶	مولوی محمد امیر صاحب	۲/
۱۴۷	جناب امیر عالم صاحب	۲/
۱۵۶	لیلا سراج الدین صاحب	۲/
۱۹۰	بابو سراج الدین صاحب	عہ/
۲۰۱	جناب محمد ایوب خانصاحب	۲/
۲۰۳	بابو سمیع اللہ صاحب	۲/
۲۰۴	چوہدری عبدالعزیز صاحب	۲/
۲۰۵	امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ	۲/
۲۰۶	چوہدری احمد بخش صاحب	۲/
۲۰۷	جناب محمد رفیق صاحب	۲/
۲۵۴	چوہدری عبدالحکیم خانصاحب	۲/
۲۹۵	جناب غلام قادر صاحب	۲/
۲۹۶	میر اسحق علی صاحب	۲/
۲۹۹	چوہدری نذیر احمد صاحب	۲/
۳۱۳	مولوی محمد الدین صاحب	عہ/
۳۹۲	حکیم محمد عمر خان صاحب	۲/
۴۰۲	منشی عبداللہ خان صاحب	۲/
۴۰۴	مولوی عبدالواحد خانصاحب	۲/
۴۱۰	میاں محمد ابراہیم صاحب	۲/
۴۴۹	مستری غلام نبی صاحب	۲/
۴۵۰	محمد عزیز اللہ صاحب	۲/
۴۵۱	سید مبارک علی شاہ	۲/
۴۵۲	جناب حافظ عبدالعلی صاحب	عہ/
۴۵۵	منشی محمد اسمٰعیل صاحب	۲/
۴۵۴	سید فخر الاسلام صاحب اوورسیر	۲/
—	میاں محمد ہاشم صاحب	۲/
—	ڈاکٹر فتح الدین صاحب	۲/
۵۲۲	مستری غلام محمد صاحب	۲/
۵۵۴	حاجی محمد صدیق صاحب	۲/
۵۵۶	چوہدری غلام میراں صاحب	۲/
۵۵۹	جمعدار تبیر محمد خان صاحب	۲/
۵۸۰	بابو فیروز الدین صاحب	۲/
۵۸۱	جناب شاہ دین صاحب	۲/
۵۸۳	حکیم ابوطاہر محمود احمد صاحب	۲/
۵۸۴	بابو محمد عزیز الدین صاحب	۲/
۵۸۵	سراج الدین احمد صاحب	۲/
۵۸۷	شیخ محمد حیات صاحب	۲/
۵۹۰	مولوی صدر الدین صاحب	۲/
۵۹۱	چوہدری محمد حسین صاحب	۲/
۵۹۴	ڈاکٹر پیر بخش صاحب	۲/
۵۹۶	ڈاکٹر غلام غوث صاحب	۲/
۵۹۸	مولوی عبدالرحمٰن صاحب	۲/
۵۹۹	جناب دلیر حسن صاحب	۲/
۶۰۰	ملک خدا بخش صاحب	۲/
۶۰۵	میاں محمد صاحب	۲/
۶۰۶	ایچ محمد امین و حکیم الدین صاحبان	۲/
۶۰۷	جناب حیدر علی صاحب	۲/
۶۰۸	جناب عبدالعزیز صاحب	۲/
۶۱۲	شیخ حمید احمد صاحب	۲/۶
۶۱۳	چوہدری فضل احمد صاحب	۲/
۶۱۵	شیخ غلام نبی صاحب	۲/
۶۱۷	شیخ غازی الدین یوسف	۲/
۶۴۱	جناب عبدالغفار خانصاحب	۲/
۶۴۲	شیخ عبدالرحمٰن صاحب	۲/
۶۴۳	جناب محمد نواب صاحب	۲/
۶۴۴	جناب صدیق احمد صاحب	۱۰/
۶۴۵	میاں مراد صاحب	۲/
۶۴۶	ملک عادل شاہ صاحب	۲/
۶۴۷	بابو غلام محمد صاحب	۲/
۶۴۸	جناب عنایت اللہ صاحب	۲/
۶۴۹	منشی محمد عثمان خان صاحب	۲/
۶۵۰	چوہدری بشیر احمد صاحب	۲/
۶۵۲	اے۔ کے احمدی کراچی	۲/
۶۵۳	بابو عبدالکریم صاحب	۲/
۶۵۴	راجہ عبداللہ خان صاحب	۲/
۶۵۵	منشی فضل الرحمٰن صاحب	۲/
۶۵۶	ڈاکٹر مختار احمد صاحب	۲/
۶۵۷	مستری الٰہی بخش صاحب	۲/
۶۵۸	منشی محمد حسین صاحب	۲/
۶۵۹	جناب نذیر احمد صاحب	۲/
۶۶۰	سید فضل محمد صاحب	۲/
۶۶۱	چوہدری محمد حسین صاحب	۲/
۶۶۲	چوہدری محمد علی خانصاحب	۲/

بقیہ مضمون صفحہ ۲

آئے دن قابل قدر مضامین نور میں چھپتے رہتے ہیں۔ اور ناظرین کرام بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ سکھ مذہب کے عالم ہیں اور حق نے آپ کو ایک صاف گو دل دیا ہے۔ آپ نے تحفہ پورن ماشی یعنی شری گورو نانک مہاراج کے جنم دن کی تقریب پر ایک قابل قدر ٹریکٹ شایع کیا ہے جسے پڑھتے پڑھتے انسان کو وجد آجاتا ہے اس کا ایک ایک لفظ سوز و گداز میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ صرف ایک روحانی تحفہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ آج سے چارسو سال قبل کے تمدنی حالات پر بھی بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ غرضیکہ اس چھوٹے سے ٹریکٹ میں سردار صاحب موصوف نے اس قدر ٹھوس میٹریل بھر دیا ہے کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ اور ایسے ٹریکٹ کی جس قدر بھی اشاعت ہو کم ہے۔ قیمت ۱ہر ملنے کا پتہ سردار جیون سنگھ صاحب ہندو باغ بلوچستان۔

۲۸ دسمبر کو مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی پچاس سالہ جوبلی کی رسم نواب سر مزمل اللہ کی صدارت میں بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ جوبلی ہال میں چھ سات ہزار معززین اور طلباء کالج موجود تھے چونکہ اکثر لوگوں کے سروں پر سرخ ترکی ٹوپیاں تھیں۔ اس لئے جوبلی ہال سرخ پھولوں کا ایک چمنستان معلوم ہوتا تھا۔ اس موقع پر نواب سر مزمل اللہ خان صاحب نے یونیورسٹی کے ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا۔